قصیدہ بردہ اور

وہابی

امام بوصیری علیہ الرحمہ پر شرک کا فتویٰ

خلیل احمد رانا

قصیدہ بُردہ اور وھابی

امام بوصیری علیہ الرحمہ پر شرک کا فتویٰ

ترتیب۔خلیل احمد رانا

وھابی چونکہ پیارے آقا حضور نبی کریم مدینے والے ﷺ کی شان سے جلتے ہیں، اس لئے محمد بن عبدالوھاب نجدی نے اپنی ''کتاب التوحید میں کہا کہ جس نے یوں کہا'' یا اکرم الخلق مالی من الوذبہ سواك......الخ ،اس کے مشرک ہونے میں کیا شک ہے ؟

(کتاب التوحید، مطبوعہ سعودی عرب ۱۹۹۵ء، ص ۸۲)

ایک اور نجدی عبدالرحمٰن بن حسن اپنی کتاب ''قرۃ عیون الموحدین'' میں لکھتا ہے کہ : ''اُس شخص کے شرک میں کون سی کسر باقی رہ گئی ہے جس نے یہ اشعار لکھ دیئے کہ مالی من الوذبہ ......الخ ''۔

(قرۃ عیون الموحدین، اُردو ترجمہ، مطبوعہ لاہور، ص ۱۴۱ ۵)

قصیدہ بردہ شریف کے مصنف حضرت شیخ ابوعبداللہ محمد بن سعید شرف الدین بوصیری شافعی شاذلی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۹۵ ھ)، قاہرہ (مصر) میں آپ کا مزار مرجع خلائق ہے، قصیدہ بردہ شریف کو عالم اسلام میں جو شہرت و مقبولیت حاصل ہے وہ کسی تبصرے کی محتاج نہیں، قصیدہ بردہ کی بے شمار شرحیں عربی، اُردو، فارسی، انگریزی، ترکی، سرائیکی زبانوں میں لکھی گئیں، اس قصیدہ مبارکہ کا ایک عربی شعر ہے :

؎ یا اکرم الخلق مالی من الوذبہ

سواك عند حلول الحادث العمم

ترجمہ۔(اے تمام مخلوق سے معزز، قیامت کے روز ان ہولناک حالات میں میرا آپ کے سوا کوئی نہ ہوگا جس کی میں پناہ لوں)

اس شعر میں امام بوصیری نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو بیان کیا کہ جب سورج مخلوق کے سروں سے بھی زیادہ قریب ہوگا، خوف اور اضطراب طویل ہوجائے گا، اس وقت تمام مخلوقحضرات انبیاء علیہم السلام کی طرف رجوع کرے گی، ابتداء سیّدنا آدم علیہ السلام سے ہوگی،، پھر حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ علیہم السلام کے پاس آئیں گے، تمام انبیاء علیہم السلام عذر پیش کرکے شفاعت سے انکار کردیں گےاور کہیں گے نفسی نفسی اذھبوا الی غیری، پھر تمام مخلوق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوگی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے انا لھا، شفاعت کے لئے میں ہوں۔

امام بوصیری علیہ الرحمہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خصوصی اور عظیم درجہ کا تذکرہ کیا ہے، اس پر احادیث صحیحہ شاہد ہیں، حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی ایسی محامد عطا فرمائے گا کہ میں ان پر اس وقت تک قادر نہ ہوں گا، پھر میں سجدہ میں وہ محامد (یعنی اللہ تعالیٰ کی حمد) کروں گا تو کہا جائے گا'' یامحمد ارفع راسك، وقل يسمع لك ،وسل تعطه واشفع تشفع ''یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر اُٹھایئے اور آپ کی بات سنی جائے گی اور مانگئے آپ کو دیا جائے گا، آپ شفاعت کیجئے کہ آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔

مسلم شریف کی احادیث میں اس کا بیان ہے، سکین نیچے دے دیا گیا ہے۔

قارئین بتایئے اس میں عقیدہ کے خلاف کون سی بات ہے، کیا یہ عین ایمان نہیں؟ ہاں اہل بدعت جو شفاعت کے منکر ہیں، اُن کو یہ حدیث اچھی نہ لگے تو ہم کیا کہہ سکتے ہیں، بعض لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے'' اکرم الخلق ''یعنی تمام مخلوق سے معزز اور بلند کے الفاظ بھی پسند نہیں کرتے، حالانکہ یہ مرتبہ مسلمہ طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ثابت ہے، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے، متعدد احادیث اس پر شاہد ہیں۔

مسلم شریف کی حدیث ہے''انا سيد ولد آدم يوم القيامة ''یعنی میں روز قیامت تمام اولاد آدم کا سردار ہوں گا۔

دارمی شریف کی حدیث میں ہے: "انا اکرم ولد آدم علی ربی "یعنی میں اللہ تعالیٰ کے ہاں تمام اولاد آدم سے معزز ہوں۔

ترمذی شریف کی حدیث میں ہے" انا اکرم ولد آدم علی ربی ولا فخر " یعنی میں اللہ تعالیٰ کے ہاں تمام اولاد آدم سے معزز ہوں اور میں فخر نہیں کرتا۔

"مالی من الوذبه "یعنی میں کس کا سہارا لوں، جس نے بھی حدیث شفاعت پڑھی ہے وہ اس بات کو تسلیم کرے گا کیونکہ یہ مقام تو قرآن مجید میں آپ ﷺ کے لئے ثابت ہے، اللہ کریم فرماتا ہے : عسی ان یبعثك ربك مقاما محمودا (سورہ بنی اسرائیل، آیت ۷۹) "قریب ہے کہ آپ کا رب آپ کو مقام محمود پر جلوہ گر فرمائے"۔

بخاری شریف کی حدیث ہے" فیومئذ یبعثه الله مقاما محمودا یحمده اهل الجمع کلهم "یعنی اُس روز اللہ تعالیٰ آپ کو مقام محمود پر کھڑا کرے گا تا کہ تمام جمع ہونے والے آپ کی تعریف کریں۔ (بخاری، کتاب الزکوٰۃ)

یہاں شفاعت عظمیٰ کو مقام محمود کہا گیا ہے، کیونکہ تمام مخلوق خواہ مومن ہوں یا کافر، متقی ہوں یا فاجر، تمام آپ ﷺ کی حمد کریں گے، اس دن آپ ﷺ کا واحد سہارا ہونا نہایت ہی واضح ہے، کیونکہ اس دن تو تمام انبیاء ومرسلین بھی شفاعت سے عذر پیش کرتے ہوئے کہیں گے نفسی نفسی۔

حضور نبی کریم ﷺ کی اس شان کو دیکھتے ہوئے امام بوصیری علیہ الرحمہ نے یہ کہا کہ اے مخلوق کے معزز روز قیامت ان ہولناک حالات میں میرا آپ کے سوا کوئی نہ ہوگا جن کی میں پناہ لوں۔

اگر کوئی وہابی کہے کہ اُس دن بلا واسطہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیوں نہ کیا جائے، تو سن لیجئے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ اُس دن ہر نبی کہے گا "ان ربی غضب الیوم غضبالم بغضب قبله مثله ولن یغضب بعد ه مثله" (مسلم شریف، کتاب الایمان)، یعنی میرا

رب آج اس قدر غضب میں ہے کہ نہ اس سے پہلے اتنے غضب میں تھا اور نہ کبھی ہوگا۔

اُس دن تو انبیاء ومرسلین، اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع نہیں کریں گے، وہابی کی کیا جرأت ہے، کیا پدی اور کیا پدی کا شوربہ۔

اگر انبیاء اور اولیاء سے مدد مانگنا شرک ہے تو یہ شرک آخرت تک چلے گا، یہ نہیں ہوسکتا کہ اب تو شرک ہے لیکن آخرت میں عین توحید ہو جائے، کیونکہ شرک تو ہر زمانہ میں شرک ہی رہے گا، آخرت میں بھی کوئی غیر اللہ سے مدد مانگے تو شرک ہی ہوگا، تو جناب یہ شرک تو قیامت تک چلے گا، کیوں کہ ہول محشر سے بڑھ کر تو کوئی قیامت نہیں ہوگی اور اُس وقت تمام لوگوں کی نظر کسی اللہ کے بندے کو تلاش کرنے میں ہوگی، سب آپس میں کہیں گے کہ کوئی ایسی ہستی ڈھونڈو جو تمہاری شفاعت کرے۔

سب لوگ حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت میں آئیں گے کہ آپ ابوالبشر آدم ہیں، آپ ہماری شفاعت کریں، آدم علیہ السلام یہ نہیں فرمائیں گے کہ تم شرک کر رہے ہو، مجھ سے کیا مانگتے ہو، جاؤ خدا کے پاس، نہیں بلکہ وہ بھی غیر کی راہ دکھائیں اور فرمائیں گے'' اذھبوا الیٰ غیری''۔

دیکھئے کہ جب غیر اللہ سے مدد مانگنا شرک ہے تو قیامت کے دن جو لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے۔ کیا وہ مشرک ہوں گے؟ یہاں تو پھر حضرت آدم علیہ السلام بھی نہیں بچتے وہ بھی اُن کو خدا کا راستہ نہ بتائیں گے بلکہ کسی غیر کا راستہ بتائیں گے اور فرمائیں گے ''اذھبو الیٰ غیری'' پس تمہارے فتوے کی رُو سے تو معاذ اللہ حضرت آدم علیہ السلام بھی مشرک ہوئے اور اُن کے پاس جانے والے بھی مشرک ہوئے۔

تو جناب آپ کے تمام فتوے غلط ہیں کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام تو مشرک ہو نہیں سکتے، پھر سب لوگ آدم علیہ السلام کی راہنمائی سے حضرت نوح علیہ السلام کے پاس پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس

جائیں گے، ہر ایک یہی کہے گا ''اذھبو الیٰ غیری''۔

اب ان کو خیال آئے گا کہ چلو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں چلیں، جب وہاں پہنچیں گے تو آپ کی بارگاہ میں بھی وہی مدعا عرض کریں گے جو دیگر انبیاء کرام کے حضور عرض کر چکے تھے، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سماعت فرمانے کے بعد یہ نہیں فرمائیں کہ بھئی تم تو پکے مشرک ہو، فلاں فلاں نبی کے پاس گئے پھر میرے پاس آئے ہو، جاؤ خدا کے پاس، نہیں نہیں ایسا نہیں فرمائیں گے، بلکہ فرمائیں گے ''انا لھا'' ہاں اس کام کے لئے تو میں ہوں، یعنی آدم، نوح، ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام نے نفسی نفسی اذ ہبوالیٰ غیری اس لئے کہا تھا کہ تم مجھ تک پہنچ جاؤ اور اس کام کے لئے تو میں ہوں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھ ہی کو یہ اعزاز عطا فرمایا ہے۔ امام عاشقاں امام احمد رضا سنی حنفی قادری بریلوی علیہ الرحمہ نے کیا خوب فرمایا !

خلیل ونجی مسیح و صفی ،سبھی سے کہی ،کہیں نہ بنی
یہ بے خبری کہ خلق پھری کہاں سے کہاں تمہارے لئے

انبیاء علیہم السلام کے نفسی نفسی کہنے میں حکمت یہ ہے کہ جب سردار موجود ہو تو سردار کے ہوتے ہوئے اس کا کام نیچے والے نہیں کریں گے، کمشنر موجود ہو تو کمشنر کا کام ڈپٹی کمشنر نہ کرے گا، پس مطلب یہ تھا کہ تم سب کے پاس گھوم آؤ جو کام کوئی نہ کرے وہ میرا محبوب کرتا ہے اور حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''انا لھا'' کہ اس کام کے لئے تو میں ہوں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس وقت اللہ تعالیٰ کے دربار میں سر جھکا دیں گے ''**یامحمد ارفع راسك، وقل یسمع لك ،وسل تعطه واشفع تشفع** ''حکم دیا جائے گا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سر اٹھاؤ اور کہو آپ کی بات کی شنوائی ہو گی اور جو مانگو عطا ہو گا اور شفاعت فرمایئے آپ کی شفاعت قبول ہو گی، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُمت کی شفاعت فرمائیں گے پھر انبیاء و اولیاء اور مومنین کو شفاعت کرنے کی اجازت مرحمت ہو جائے گی۔

دیکھئے اگر انبیاء واولیاء کے پاس جانا اور اُن سے مدد مانگنا شرک ہے تو یہ شرک تو پھر آخرت تک چلے گا، پس معلوم ہوا کہ جو یہاں شرک سمجھتے ہیں وہ وہاں بھی نہیں جائیں گے اور جو جائیں گے نہیں تو شفاعت کیسے پائیں گے؟، کرنے والا تو سب کچھ خدا ہے، مگر خداوند کریم اپنے بندوں کا احترام کرتا ہے اور اعزاز بخشتا ہے۔

قیامت کے دن بھی آخر یارسول اللہ مدد کہنا پڑے گا، اُس دن یا اللہ مدد نہیں چلے گا، اُس دن تو اللہ تعالیٰ جل شانہٗ اس قدر غضب میں ہوگا کہ نہ اس سے پہلے اتنے غضب میں تھا اور نہ کبھی ہوگا، اُس دن یارسول اللہ مدد ہی کہنا پڑے گا۔

منکرین استعانت بھی کہیں گے المدد
حشر میں دیکھیں گے جب عزت رسول اللہ کی

امام احمد رضا سنی حنفی قادری بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں !

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

وما علینا الا البلاغ

اس مضمون میں دیئے گئے حوالوں کے عکس اگلے صفحات پر ملاحظہ فرمائیں
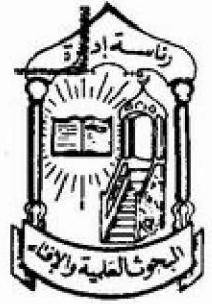
كتاب التوحيد

الذي هو حق الله على العبيد

تأليف

الإمام محمد بن عبد الوهاب

رحمه الله تعالى

طبع على نفقة أحد المحسنين

تحت إشراف رئاسة إدارة البحوث العلمية والإفتاء

الإدارة العامة للطبع والترجمة

ض ـ المملكة العربية السعودية

وقف لله تعالى

الطبعة الثانية

١٤١٦هـ ـ ١٩٩٥م

الثانية: فهم الإنسان إذا كان له هوى.

الثالثة: قوله ﷺ: «أجعلتني لله نداً؟» فكيف بمن قال:

يا أكرم الخلق ما لي من ألوذ به سواك . . . . . .

والبيتين بعده.

الرابعة: أن هذا ليس من الشرك الأكبر، لقوله: «يمنعني كذا وكذا».

الخامسة: أن الرؤيا الصالحة من أقسام الوحي.

السادسة: أنها قد تكون سبباً لشرع بعض الأحكام.

باب

من سب الدهر فقد آذى الله

وقول الله تعالى: ﴿وقالوا ما هي إلا حياتنا الدنيا نموت ونحيا وما يهلكنا إلا الدهر﴾[1] الآية.

في «الصحيح» عن أبي هريرة، عن النبي ﷺ قال: «قال الله تعالى: يؤذيني ابن آدم، يسب الدهر، وأنا الدهر، أقلب الليل والنهار» وفي رواية: «لا تسبوا الدهر، فإن الله هو الدهر».

---

(١) سورة الجاثية، الآية: ٢٤.

تألیف

مجدد الدعوة الإمام محمد بن عبد الوهاب رحمہ اللہ

ترجمہ

پروفیسر سعید مجتبیٰ سعیدی فاضل مدینہ یونیورسٹی

پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز

ریاض - لاہور

(۲) انسان کی خواہش ہو تو حق اور باطل کو معلوم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

(۳) آنے والے نے «مَا شَاءَ اللهُ وَشِئْتَ» کہا تو آپؐ نے ناگواری کا اظہار کیا اور فرمایا کہ تو نے مجھے اللہ کا شریک ٹھہرایا ہے۔ تو جس نے یوں کہا «مَالِي مَنْ أَلُوذُ بِهِ سِوَاكَ» "کہ یا رسول اللہ! آپؐ کے سوا کوئی ایسا نہیں جس کی میں پناہ حاصل کر سکوں۔" اس کے مشرک ہونے میں کیا شک ہے؟

(۴) «مَا شَاءَ اللهُ وَشِئْتَ» وغیرہ کلمات شرک اکبر نہیں ہیں۔ (ورنہ آپؐ اس سے روک دیتے) اور یوں نہ فرماتے کہ تمہیں اس لفظ سے روکنے میں مجھے ہچکچاہٹ مانع رہی۔

(۵) اچھا خواب بھی وحی کی ایک قسم ہے۔

(۶) اچھا خواب کبھی کبھار بعض احکام کی مشروعیت کا سبب بن جاتا ہے۔

باب: ۴۵

زمانے کو گالی دینا درحقیقت اللہ تعالیٰ کو ایذا پہنچانے کے مترادف ہے

ارشاد الٰہی ہے:

﴿ وَقَالُوا مَا هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ ۚ وَمَا لَهُم بِذَٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۖ إِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ ﴾ (الجاثیۃ ٤٥/ ٢٤)

"اور وہ کہتے ہیں ہماری زندگی تو صرف دنیا ہی کی ہے کہ ہم (یہاں) مرتے اور جیتے ہیں اور زمانہ ہمیں مار دیتا ہے۔ اور انہیں حقیقت کا کچھ علم نہیں اور محض گمان سے کام لیتے ہیں۔"

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

«يُؤْذِينِي ابْنُ آدَمَ، يَسُبُّ الدَّهْرَ وَأَنَا الدَّهْرُ، أُقَلِّبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ» (صحیح بخاری)

"ابن آدم زمانے کو گالی دے کر (برا بھلا کہہ کر) مجھے ایذا دیتا ہے" کیونکہ میں ہی زمانہ (کا خالق

تأليف
الإمام المجدد محمد بن عبد الوهاب النجدي
رحمه الله

حقق نصوصه وخرج أحاديثه وعلق عليه
أبو مالك الرياشي أحمد بن علي بن مثنى القفيلي

مكتبة عباد الرحمن
مصر

مكتبة العلوم والحكم
مصر

فَلَمَّا أَصبَحتُ، أَخبَرتُ بِهَا مَن أَخبَرتُ، ثُمَّ أَتَيتُ النَّبِيَّ ﷺ فَأَخبَرتُهُ، فَقَالَ[1]: «هَل أَخبَرتَ بِهَا أَحَدًا؟». قُلتُ: نَعَم، قَالَ: فَحَمِدَ الله وَأَثنَى عَلَيهِ، ثُمَّ قَالَ: «أَمَّا بَعدُ: فَإِنَّ الطُّفَيلَ[2] رَأَى رُؤيَا، أَخبَرَ بِهَا مَن أَخبَرَ مِنكُم، وَإِنَّكُم قُلتُم كَلِمَةً، كَانَ يَمنَعُنِي كَذَا وَكَذَا أَن أَنهَاكُم عَنهَا، فَلاَ تَقُولُوا: مَا شَاءَ الله وَشَاءَ مُحَمَّدٌ، وَلَكِن قُولُوا: مَا شَاءَ الله وَحدَهُ»[3].

فيه مسائل:

الأولى: معرفةُ اليهود بالشرك الأصغر.

الثانية: فَهمُ الإنسان إذا كان له هَوَى.

الثالثة: قوله ﷺ: {أجَعَلتَنِي لله نِدًّا؟!}. فكيف بِمَن قال:

[يَا أَكرَمَ الخَلقِ][4] مَا لِي مَن أَلُوذُ بِهِ
سِوَاكَ...............[5].

(١) في الأصل: (قال).

(٢) في المطبوعة: (طفيلا).

(٣) هذا حديث صحيح.

رواه أحمد (ج٥ص٧٢، ٣٩٩) وغيره، وذكره شيخنا رحمه الله في «الصحيح المسند» (ج١برقم:٥١١) وقال: هذا حديث صحيح.اهـ وأما قول المؤلف رحمه الله: (ولابن ماجه): فهو عنده (ج٢برقم:٢١١٨): من طريق سفيان بن عيينة، عن عبدالملك بن عمير، عن ربعي بن حراش، عن حذيفة بن اليمان: أن رجلا من المسلمين رأى في النوم..إلخ. قال البوصيري: هذا إسناد رجاله ثقات، على شرط البخاري؛ لكنه منقطع بين سفيان وبين عبدالملك بن عمير.اهـ

(٤) ما بين المعكوفين سقط من الأصل.

(٥) هو البوصيري: محمد بن سعيد بن حماد بن محسن بن عبدالله ابن حياني بن صِنهاج بن ملال الصنهاجي، شرف الدين أبوعبدالله، كان أحد أبويه من (بوصير)، والآخر من (دلاص)، فركب

والبيتين بعده؟.

الرابعة: أنَّ هذا ليس من الشرك الأكبر، لقوله: {يمنعني كذا وكذا}.

الخامسة: أنَّ الرُّؤيا الصالحة من أقسام الوحي.

السادسة: أنَّها قد تكون سببًا لشرع بعض الأحكام.

(٤٥) باب من سب الدهر فقد آذى الله

وَقَولِ الله تَعَالَى: ﴿وَقَالُوا مَا هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنيَا نَمُوتُ وَنَحيَا وَمَا يُهلِكُنَا إِلَّا الدَّهرُ وَمَا لَهُم بِذَلِكَ مِن عِلمٍ إِن هُم إِلَّا يَظُنُّونَ﴾[١]

١١٨ - وَفي «الصحيح»: عَن أَبي هُرَيرَةَ رضي الله عنه، عَن رسول الله[٢] ﷺ قَالَ: «قَالَ الله تعالى: يُؤذِينِي ابنُ آدَمَ، يَسُبُّ الدَّهرَ، وَأَنَا الدَّهرُ، [بِيَدِي الأَمرُ][٣]، أُقَلِّبُ

له نسبةً منهما، وقال: (الدلاصيري)، ولكن اشتهر بالبوصيري ترجمته في «الوافي بالوفيات» للصفدي (ج١ص:٣٤١)، توفي سنة: (٦٩٥)......وتتمة البيت:

....	سِوَاكَ عِندَ حُلُولِ الحَادِثِ العَمِمِ
وَلَن يَضِيقَ رَسُولَ الله جَاهُكَ بِي	إِذَا الكَرِيمُ تَحَلَّى بِاسمِ مُنتَقِمِ
فَإِنَّ لِي ذِمَّةً مِنهُ بِتَسمِيَتِي	مُحَمَّدًا وَهُوَ أَوفَى الخَلقِ بِالذِّمَمِ
إِن لَم يَكُن فِي مَعَادِي آخِذًا بِيَدِي	فَضلًا وَإِلَّا فَقُل: يَا زَلَّةَ القَدَمِ

فتأمل ما في هذه الأبيات من الشرك.

(١) سورة الجاثية، الآية:٢٤.

(٢) في المطبوعة: (النبي).

(٣) ما بين المعكوفين لا يوجد في المطبوعة.

تيسير العزيز الحميد
في
شرح كتاب التوحيد

تأليف
الشيخ العلامة سليمان ابن الشيخ عبد الله
ابن شيخ الإسلام محمد بن عبد الوهاب
(المتوفى سنة ١٢٣٣هـ)
رحمهم الله

تحقيق
أسامة بن عطايا بن عثمان العتيبي

المجلد الأول

دار الصميعي للنشر والتوزيع

بَيْنَ يَدَيْهِ قَالَ: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَتُوبُ إِلَيْكَ، وَلاَ أَتُوبُ إِلَى مُحَمَّدٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «عَرَفَ الْحَقَّ لأَهْلِهِ»[١][٢].

قُلْتُ: إِذَا كَانَ هَذَا كَلاَمُهُ ﷺ لِمَنْ قَالَ لَهُ: مَا شَاءَ اللهُ وَشِئْتَ فَكَيْفَ بِمَنْ يَقُولُ فِيهِ:

فَإِنَّ مِنْ جُودِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتَهَا وَمِنْ عُلُومِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالقَلَمِ

وَيَقُولُ فِي هَمْزِيَّتِهِ:

هَذِهِ عِلَّتِي وَأَنْتَ طَبِيبِي لَيْسَ يَخْفَى عَلَيْكَ فِي القَلْبِ دَاءُ

وَأَشْبَاهُ هَذَا مِنَ الكُفْرِ الصَّرِيحِ.

قَالَ: (وَلابنِ مَاجَهْ: عَنِ الطُّفَيلِ - أَخِي عَائِشَةَ لأُمِّهَا - قَالَ: رَأَيتُ كَأَنِّي أَتَيتُ عَلَى نَفَرٍ مِنَ الْيَهُودِ؛ قُلْتُ: إِنَّكُم لأَنْتُمُ الْقَوْمُ لَوْلاَ أَنَّكُمْ تَقُولُونَ: عُزَيْرٌ ابْنُ اللهِ. قَالُوا: وَإِنَّكُمْ لأَنْتُمُ الْقَوْمُ لَوْلاَ أَنَّكُمْ تَقُولُونَ: مَا شَاءَ اللهُ، وَشَاءَ مُحَمَّدٌ. ثُمَّ مَرَرْتُ بِنَفَرٍ مِنَ النَّصَارَى، فَقُلْتُ: إِنَّكُم لأَنْتُمُ القَوْمُ لَوْلاَ أَنَّكُمْ تَقُولُونَ: الْمَسِيحُ ابْنُ اللهِ. قَالُوا: وَإِنَّكُمْ لأَنْتُمُ القَوْمُ لَوْلاَ أَنَّكُمْ تَقُولُونَ: مَا شَاءَ اللهُ، وَشَاءَ مُحَمَّدٌ. فَلَمَّا أَصْبَحتُ، أَخْبَرتُ بِهَا مَنْ أَخْبَرتُ، ثُمَّ أَتَيتُ النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرتُهُ، قَالَ: «هَلْ أَخْبَرتَ بِهَا أَحَدًا؟» قُلتُ: نَعَمْ. قَالَ: فَحَمِدَ اللهَ، وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: «أَمَّا بَعدُ؛ فَإِنَّ طُفَيلاً رَأَى رُؤْيَا أَخْبَرَ بِهَا مَنْ أَخْبَرَ مِنْكُمْ، وَإِنَّكُمْ قُلْتُم كَلِمَةً كَانَ يَمْنَعُنِي كَذَا وَكَذَا أَنْ أَنْهَاكُمْ عَنْهَا؛ فَلاَ تَقُولُوا: مَا شَاءَ اللهُ وَشَاءَ مُحَمَّدٌ، وَلَكِن قُولُوا: مَا شَاءَ اللهُ وَحْدَهُ»[٣].

---

(١) سَبَقَ تَخْرِيجُهُ.

(٢) الدَّاءُ والدَّوَاءُ لابنِ القَيِّمِ (ص/ ٩٣-٩٤).

(٣) رَوَاهُ الإِمَامُ أَحْمَدُ فِي الْمُسْنَدِ (٥/ ٧٢)، وَالدَّارِمِيُّ فِي سُنَنِهِ (رقم٢٦٩٩)، وَالْبُخَارِيُّ فِي التَّارِيخِ الكَبِيرِ (٤/ ٣٦٣)، وَالْمَرْوَزِيُّ فِي تَعْظِيمِ قَدْرِ الصَّلاةِ (رقم

شرح كتاب التوحيد

تأليف

الشيخ عبد الرحمن بن حسن آل الشيخ

راجع حواشيه وصححه وعلق عليه سماحة الشيخ

عبد العزيز بن عبد الله بن باز

دار السلام للنشر والتوزيع
الرياض

قال رسول الله ﷺ «إِيَّاكُم والغُلُوَّ، فَإِنَّما أَهْلَكَ مَنْ كانَ قَبْلَكُم الغُلُوّ».

ولمسلم عن ابن مسعود أن رسول الله ﷺ قال: «هَلَكَ المُتَنطعون» قالها ثلاثًا.

فيه مسائل:

الأولى: أن مَن فهم هذا الباب وبابين بعده تبين له غربة الإسلام، ورأى من قدرة الله وتقليبه للقلوب العجب.

الثانية: معرفة أول شرك حدث في الأرض: أنه بشبهة الصالحين.

الثالثة: أول شيء غُيِّر به دين الأنبياء، وما سبب ذلك مع معرفة أن الله أرسلهم.

وعظموه بما نهاهم عنه وحذرهم منه، وناقضوه أعظم مناقضة، وضاهوا النصارى في غلوهم وشركهم، ووقعوا في المحذور، وجرى منهم من الغلو والشرك شعرًا ونثرًا ما يطول عده؛ وصنفوا فيه مصنفات.

وقد ذكر شيخ الإسلام رحمه الله عن بعض أهل زمانه[1] أنه جوّز الاستغاثة بالرسول ﷺ في كل ما يستغاث فيه بالله - وصنف في ذلك مصنفًا، رده شيخ الإسلام، وردّه موجود بحمد الله - ويقول: إنه يعلم مفاتيح الغيب، التي لا يعلمها إلّا الله، وذكر لهم أشياء من هذا النمط. نعوذ بالله من عمى البصيرة.

وقد اشتهر في نظم البوصيري قوله:

يا أكرم الخلق ما لي من ألوذُ به سواك عند حُدوث الحادث العَمِم

وما بعده من الأبيات التي مضمونها إخلاص الدعاء واللياذ والرجاء والاعتماد في أضيق الحالات، وأعظم الاضطرار لغير الله.

فناقضوا الرسول ﷺ بارتكاب ما نهى عنه أعظم مناقضة، وشاقوا الله ورسوله أعظم مشاقة، وذلك أن الشيطان أظهر لهم هذا الشرك العظيم في قالب محبة النبي ﷺ وتعظيمه، وأظهر لهم التوحيد والإخلاص الذي بعثه الله به في قالب تنقيصه، وهؤلاء المشركون هم المتنقصون الناقصون، أفرطوا في تعظيمه بما نهاهم عنه أشد النهي، وفرطوا في متابعته، فلم

---

(١) هو علي بن يعقوب بن جبريل البكري المتوفى يوم الاثنين سابع ربيع الآخر سنة ٧٢٤هـ والرد عليه اسمه: تلخيص كتاب الاستغاثة طبع بالمطبعة السلفية سنة ١٣٤٦هـ على نفقة جلالة إمام الموحدين ناصر السنة وقامع البدعة، الملك الصالح الموفق عبد العزيز آل سعود، أيده الله بنصره. وأطال حياته المباركة في خدمة الإسلام؛ ووفق ولي عهده المعظم صاحب السمو الملكي الأمير الأجل سعود إلى مثل ما يقوم به والده العظيم من نشر راية الإسلام وإعلاء كلمته، بطبع الكتب النافعة، وإقامة حدود الله.

هداية المستفيد

اُردو ترجمہ

فتح المجيد شرح كتاب التوحيد

تاليف
العلامہ الشيخ عبدالرحمن بن حسن آل الشيخ
رحمہ اللہ

تصنيف
مجدد الدعوة الاسلاميہ شيخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب
رحمہ اللہ

ترجمہ و تفہیم
عطاء اللہ ثاقب

باعادة النظر
للجنة المراجعة

الجزء الأول

مكتب الدعوة الاسلامية پاكستان

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دور کے بعض ان مشرک علما کی تردید کی ہے۔ جنہوں نے لکھا ہے کہ

"جن جن مواقع پر اللہ تعالیٰ سے استغاثہ جائز ہے وہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی استغاثہ جائز ہے"

اِس موضوع پر خاصی کتب لکھی جاچکی ہیں جن کی شیخ الاسلام نے خوب تردید کی ہے شیخ الاسلام کی یہ تردید اب بھی کتابی صورت میں موجود ہے۔

ایک شخص اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ

"غیب کی وہ چابیاں جو صرف اللہ تعالیٰ ہی کے علم میں ہیں اُن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی باخبر ہیں"

اس کے علاوہ بھی اس نے بہت سی خرافات اپنی کتاب میں جمع کر دی ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو قلبی بصیرت کے اس اندھاپن سے محفوظ رکھے۔ آمین

اِس ضمن میں بوصیری کی ایک نظم کا یہ شعر دیکھیے۔ لکھا ہے۔

يَا اَكْرَمَ الْخَلْقِ مَا لِيْ مَنْ اَلُوْذُ بِهٖ ۔ سِوَاكَ عِنْدَ حُدُوْثِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ

اے مخلوق میں سے بہترین انسان! میں تیرے سوا خطراتِ عامہ میں کس کی پناہ میں آؤں؟

اس کے بعد کے اشعار پر غور کیجیے کہ اخلاص، دعا، امید و رجا، اعتماد، اور مشکلات میں پناہ کی خواہش کا اظہار جو صرف اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے، ان اشعار میں ان چیزوں کو غیر اللہ کے ساتھ خاص کر دیا گیا ہے۔

اصل میں یہ آنحضرت کے فرامین سے انکار ہے کیونکہ جو آپ نے فرمایا تھا اس کے خلاف عمل کیا جا رہا ہے اور اللہ تعالیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دونوں کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا کر دیے گئے ہیں۔

حقیقت میں محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں شیطان نے شرک کو ان کے قلب و ذہن میں پیوست کر دیا ہے۔ توحید اور اخلاص کو جو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ کو مرحمت فرما کر مبعوث کیا تھا، ناقص کر دیا ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ مشرکین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و توقیر کے بجائے آپ کی شان میں نقص اور گستاخی کے مرتکب ہوئے ہیں کیونکہ افراطِ تعظیم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا

قرة عيون الموحدين

في تحقيق دعوة الأنبياء والمرسلين
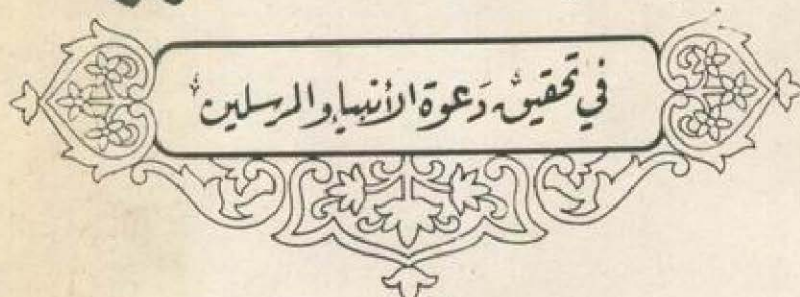
تأليف

العلامة الشيخ عبد الرحمن بن حسن آل الشيخ

مطره الله بغيث رحمته وأنزله منزل الصديقين في فسيح جنته

۱۱۹۳ھ ——— ۱۲۸۵ھ

اردو ترجمہ

عطاء اللہ ثاقب

أنصار السنة المحمدية

المركز الرئيسي : ۱۱ - کلیار روڈ رستم پارک نواں کوٹ لاہور

کرو کہ۔ جو اللہ چاہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم چاہے۔

صبح ہوئی تو میں نے یہ بات کچھ لوگوں کو بتائی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؐ سے بھی یہ بات عرض کی۔ فرمایا کسی اور کو بھی بتایا؟ عرض کی جی ہاں! (آپؐ منبر پر کھڑے ہوئے) اللہ کی حمد و ثنا بیان کی۔ پھر فرمایا۔

اما بعد! طفیل (رضی اللہ عنہ) نے ایک خواب دیکھا ہے جو تم میں سے بعض کو بتا بھی دیا ہے، تم ایک ایسا جملہ بولتے تھے کہ میں اِس سے تم کو روکنے میں شرم محسوس کرتا تھا۔ تم آئندہ "جو اللہ اور محمدؐ چاہے" نہ کہا کرو، بلکہ کہا کرو "جو اکیلا اللہ چاہے"۔

فیہ مسائل

الاولی: مَعْرِفَةُ الْيَهُوْدِ بِالشِّرْكِ الْأَصْغَرِ۔

الثانیۃ: فَهْمُ الْإِنْسَانِ إِذَا كَانَ لَهُ هَوًى

الثالثۃ: قَوْلُهُ صلی اللہ علیہ وسلم أَجَعَلْتَنِي لِلّٰهِ نِدًّا۔ فَكَيْفَ بِمَنْ قَالَ ؎
مَالِي مَنْ أَلُوْذُ بِهِ سِوَاكَ
وَ الْبَيْتَيْنِ بَعْدَهُ۔

اس باب میں مندرجہ ذیل مسائل متفرع ہوتے ہیں!

① شرکِ اصغر سے یہودیوں کا آگاہ ہونا۔

② خواہشات کے دباؤ کے وقت انسان کا شرک سے متعلق خوب آگاہ ہونا

③ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تو نے مجھے اللہ تعالےٰ کا شریک بنا دیا ہے اور اُس شخص کے شرک میں کون سی کسر باقی رہ گئی ہے جس نے یہ اشعار لکھ دیے کہ مَالِي مَنْ أَلُوْذُ بِهِ الخ

المسمى

١ - المسند الصحيح المختصر من السنن

بنقل العدل عن العدل إلى رسول الله ﷺ

للإمام الحافظ أبي الحسين مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري (٢٠٦ - ٢٦١ هـ)

وفي طليعته

٢ - غاية الابتهاج لمقتفي أسانيد كتاب مسلم بن الحجاج

للعلامة السيد محمد بن محمد مرتضى الزبيدي (ت ١٢٠٥ هـ)

وبهامشه

٣ - علل الأحاديث في كتاب الصحيح : لأبي الفضل بن عمار الشهيد (ت ٣١٧ هـ)
٤ - الإلزامات والتتبع ؛ للإمام أبي الحسن علي بن عمر الدارقطني (ت ٣٨٥ هـ)
٥ - الأجوبة عما أشكل الشيخ الدارقطني ؛ لأبي مسعود الدمشقي (ت ٤٠١ هـ)
٦ - التنبيه على الأوهام الواقعة في صحيح مسلم ؛ لأبي علي الجياني (ت ٤٩٨ هـ)
٧ - غرر الفوائد ؛ للحافظ رشيد الدين أبي الحسن يحيى بن علي العطار (ت ٦٦٢ هـ)
٨ - تنبيه المعلم بمبهمات صحيح مسلم ؛ لأبي ذر ابن سبط ابن العجمي (ت ٨٨٤ هـ)

تشرف بخدمتها والعناية بها

أبو قتيبة نظر محمد الفاريابي

المجلد الأول (١ - ١٤٧٠)

دار طيبة

سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، أُرَاهُ قَالَ: قَبْلَ عِشْرِينَ سَنَةً، وَهُوَ يَوْمَئِذٍ جَمِيعٌ. [خ٧٥١٠]

٣٢٧- (١٩٤) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ (وَاتَّفَقَا فِي سِيَاقِ الْحَدِيثِ، إِلَّا مَا يَزِيدُ أَحَدُهُمَا مِنَ الْحَرْفِ بَعْدَ الْحَرْفِ) قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ. حَدَّثَنَا أَبُو حَيَّانَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أُتِيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمًا بِلَحْمٍ. فَرُفِعَ إِلَيْهِ الذِّرَاعُ وَكَانَتْ تُعْجِبُهُ فَنَهَسَ مِنْهَا نَهْسَةً فَقَالَ: «أَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. وَهَلْ تَدْرُونَ بِمَ ذَاكَ؟ يَجْمَعُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ. فَيُسْمِعُهُمُ الدَّاعِي وَيَنْفُذُهُمُ الْبَصَرُ. وَتَدْنُو الشَّمْسُ فَيَبْلُغُ النَّاسَ مِنَ الْغَمِّ وَالْكَرْبِ مَا لَا يُطِيقُونَ، وَمَا لَا يَحْتَمِلُونَ، فَيَقُولُ بَعْضُ النَّاسِ لِبَعْضٍ: أَلَا تَرَوْنَ مَا أَنْتُمْ فِيهِ؟ أَلَا تَرَوْنَ مَا قَدْ بَلَغَكُمْ؟ أَلَا تَنْظُرُونَ[١] مَنْ يَشْفَعُ لَكُمْ إِلَى رَبِّكُمْ؟ فَيَقُولُ بَعْضُ النَّاسِ لِبَعْضٍ: ائْتُوا آدَمَ. فَيَأْتُونَ آدَمَ. فَيَقُولُونَ: يَا آدَمُ أَنْتَ أَبُو الْبَشَرِ. خَلَقَكَ اللهُ بِيَدِهِ وَنَفَخَ فِيكَ مِنْ رُوحِهِ وَأَمَرَ الْمَلَائِكَةَ فَسَجَدُوا لَكَ. اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ. أَلَا تَرَى إِلَى[٢] مَا نَحْنُ فِيهِ؟ أَلَا تَرَى إِلَى مَا قَدْ بَلَغَنَا[٣]؟ فَيَقُولُ آدَمُ: إِنَّ رَبِّي غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ. وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ. وَإِنَّهُ نَهَانِي عَنِ الشَّجَرَةِ فَعَصَيْتُهُ. نَفْسِي. نَفْسِي. اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي[٤]. اذْهَبُوا إِلَى نُوحٍ. فَيَأْتُونَ نُوحًا فَيَقُولُونَ: يَا نُوحُ أَنْتَ أَوَّلُ الرُّسُلِ إِلَى الْأَرْضِ، وَسَمَّاكَ اللهُ عَبْدًا شَكُورًا، اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ، أَلَا تَرَى مَا نَحْنُ فِيهِ؟ أَلَا تَرَى مَا قَدْ بَلَغَنَا؟ فَيَقُولُ لَهُمْ: إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ، وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ. وَإِنَّهُ قَدْ كَانَتْ لِي دَعْوَةٌ دَعَوْتُ بِهَا عَلَى قَوْمِي نَفْسِي نَفْسِي. اذْهَبُوا إِلَى إِبْرَاهِيمَ ﷺ. فَيَأْتُونَ إِبْرَاهِيمَ فَيَقُولُونَ: أَنْتَ نَبِيُّ اللهِ وَخَلِيلُهُ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ. اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ. أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ؟ أَلَا تَرَى إِلَى مَا قَدْ بَلَغَنَا؟ فَيَقُولُ لَهُمْ إِبْرَاهِيمُ: إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَا يَغْضَبُ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَذَكَرَ كَذَبَاتِهِ نَفْسِي نَفْسِي اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي، اذْهَبُوا إِلَى مُوسَى. فَيَأْتُونَ مُوسَى ﷺ فَيَقُولُونَ: يَا مُوسَى أَنْتَ رَسُولُ اللهِ. فَضَّلَكَ اللهُ، بِرِسَالَاتِهِ[٥] وَبِتَكْلِيمِهِ، عَلَى النَّاسِ. اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ. أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ؟ أَلَا تَرَى مَا قَدْ بَلَغَنَا؟ فَيَقُولُ لَهُمْ مُوسَى ﷺ: إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ. وَإِنِّي قَتَلْتُ نَفْسًا لَمْ أُومَرْ بِقَتْلِهَا. نَفْسِي. نَفْسِي. اذْهَبُوا إِلَى عِيسَى ﷺ. فَيَأْتُونَ عِيسَى فَيَقُولُونَ: يَا عِيسَى أَنْتَ رَسُولُ اللهِ، وَكَلَّمْتَ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ، وَكَلِمَةٌ مِنْهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ، وَرُوحٌ مِنْهُ. فَاشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ. أَلَا تَرَى مَا نَحْنُ فِيهِ؟ أَلَا تَرَى مَا قَدْ بَلَغَنَا[٦]؟ فَيَقُولُ لَهُمْ عِيسَى ﷺ: إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ. وَلَمْ يَذْكُرْ لَهُ ذَنْبًا. نَفْسِي. نَفْسِي. اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي. اذْهَبُوا إِلَى

---

(١) في (خ) «ألا تنظرون إلى من يشفع لكم».

(٢) في (خ) «ألا ترى ما نحن فيه».

(٣) في (خ) «ألا ترى ما قد بلغنا».

(٤) في (خ) «نفسي نفسي اذهبوا إلى نوحٍ».

(٥) في (خ) «برسالته».

(٦) في (خ) «ألا ترى إلى ما نحن فيه، ألا ترى ما قد بلغنا».

فَيَقُولُ: لَسْتُ لَهَا. وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِإِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ. فَإِنَّهُ خَلِيلُ اللهِ. فَيَأْتُونَ إِبْرَاهِيمَ. فَيَقُولُ: لَسْتُ لَهَا. وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ. فَإِنَّهُ كَلِيمُ اللهِ. فَيُؤْتَى مُوسَى فَيَقُولُ: لَسْتُ لَهَا. وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِعِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ. فَإِنَّهُ رُوحُ اللهِ وَكَلِمَتُهُ. فَيُؤْتَى عِيسَى. فَيَقُولُ: لَسْتُ لَهَا. وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُحَمَّدٍ ﷺ. فَأُوتَى فَأَقُولُ: أَنَا لَهَا. فَأَنْطَلِقُ[١] فَأَسْتَأْذِنُ عَلَى رَبِّي. فَيُؤْذَنُ لِي. فَأَقُومُ بَيْنَ يَدَيْهِ. فَأَحْمَدُهُ بِمَحَامِدَ لَا أَقْدِرُ عَلَيْهِ[٢] الآنَ. يُلْهِمُنِيهِ اللهُ[٣]. ثُمَّ أَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا. فَيُقَالُ لِي[٤]: يَا مُحَمَّدُ، ارْفَعْ رَأْسَكَ. وَقُلْ يُسْمَعْ لَكَ. وَسَلْ تُعْطَهْ. وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ. فَأَقُولُ: رَبِّ[٥] أُمَّتِي. أُمَّتِي. فَيُقَالُ: انْطَلِقْ. فَمَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ بُرَّةٍ أَوْ شَعِيرَةٍ مِنْ إِيمَانٍ فَأَخْرِجْهُ[٦] مِنْهَا. فَأَنْطَلِقُ فَأَفْعَلُ. ثُمَّ أَرْجِعُ إِلَى رَبِّي فَأَحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ ثُمَّ أَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا. فَيُقَالُ لِي: يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ. وَقُلْ يُسْمَعْ لَكَ[٧]. وَسَلْ تُعْطَهْ. وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ. فَأَقُولُ: أُمَّتِي. أُمَّتِي. فَيُقَالُ لِيَ: انْطَلِقْ. فَمَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ إِيمَانٍ فَأَخْرِجْهُ مِنْهَا. فَأَنْطَلِقُ فَأَفْعَلُ. ثُمَّ أَعُودُ إِلَى رَبِّي فَأَحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ. ثُمَّ أَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا. فَيُقَالُ لِي: يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ. وَقُلْ يُسْمَعْ لَكَ. وَسَلْ تُعْطَهْ. وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ. فَأَقُولُ: يَا رَبِّ أُمَّتِي. أُمَّتِي. فَيُقَالُ لِيَ: انْطَلِقْ. فَمَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ أَدْنَى أَدْنَى أَدْنَى مِنْ مِثْقَالِ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ إِيمَانٍ فَأَخْرِجْهُ مِنَ النَّارِ. فَأَنْطَلِقُ فَأَفْعَلُ».

هَذَا حَدِيثُ أَنَسٍ الَّذِي أَنْبَأَنَا بِهِ. فَخَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهِ. فَلَمَّا كُنَّا بِظَهْرِ الْجَبَّانِ قُلْنَا: لَوْ مِلْنَا إِلَى الْحَسَنِ فَسَلَّمْنَا عَلَيْهِ، وَهُوَ مُسْتَخْفٍ فِي دَارِ أَبِي خَلِيفَةَ. قَالَ: فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ فَسَلَّمْنَا عَلَيْهِ. فَقُلْنَا[٨]: يَا أَبَا سَعِيدٍ، جِئْنَا مِنْ عِنْدِ أَخِيكَ أَبِي حَمْزَةَ. فَلَمْ نَسْمَعْ مِثْلَ[٩] حَدِيثٍ حَدَّثَنَاهُ فِي الشَّفَاعَةِ. قَالَ: هِيهِ فَحَدَّثْنَاهُ الْحَدِيثَ. فَقَالَ: هِيهِ قُلْنَا: مَا زَادَنَا. قَالَ: قَدْ حَدَّثَنَا بِهِ مُنْذُ عِشْرِينَ سَنَةً وَهُوَ يَوْمَئِذٍ جَمِيعٌ وَلَقَدْ تَرَكَ شَيْئًا مَا أَدْرِي أَنَسِيَ الشَّيْخُ أَوْ كَرِهَ أَنْ يُحَدِّثَكُمْ فَتَتَّكِلُوا. قُلْنَا لَهُ: حَدِّثْنَا. فَضَحِكَ وَقَالَ: خُلِقَ الْإِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ. مَا ذَكَرْتُ لَكُمْ هَذَا إِلَّا وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أُحَدِّثَكُمُوهُ. «ثُمَّ أَرْجِعُ إِلَى رَبِّي فِي الرَّابِعَةِ فَأَحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ. ثُمَّ أَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا. فَيُقَالُ لِي: يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ. وَقُلْ يُسْمَعْ لَكَ. وَسَلْ تُعْطَ. وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ. فَأَقُولُ: يَا رَبِّ ائْذَنْ لِي فِيمَنْ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ. قَالَ: لَيْسَ ذَاكَ[١٠] لَكَ (أَوْ قَالَ: لَيْسَ ذَاكَ إِلَيْكَ) وَلَكِنْ، وَعِزَّتِي وَكِبْرِيَائِي وَعَظَمَتِي وَجِبْرِيَائِي لَأُخْرِجَنَّ مَنْ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ».

قَالَ: فَأَشْهَدُ عَلَى الْحَسَنِ أَنَّهُ حَدَّثَنَا بِهِ أَنَّهُ

---

(١) في (خ) «أنا لها أنطلق فاستأذن».

(٢) قوله: «لا أقدر عليه» قال النووي: هكذا هو في الأصول، وهو صحيحٌ، ويعود الضمير في عليه إلى الحمد.

(٣) في (خ) «إلا أنْ يُلْهِمَنيه الله».

(٤) في (خ) «فيقال: يا محمد».

(٥) في (خ) «يا ربِّ أمتي أمتي».

(٦) في (خ) «فأخرجوا»، وكذا في (خ) «فأخرجوه».

(٧) في (خ) «وقل يسمع، وسل تعطه».

(٨) في (خ) «قلنا يا أبا سعيد»، وكذا في (خ) «وقلنا: يا أبا سعيد».

(٩) في (خ) «فلم نسمع بمثل حديث».

(١٠) في (خ) «قال: ليس ذلك لك».

٢٢- (...) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، قَالَ: هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا: وَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُوتِيتُ خَزَائِنَ الأَرْضِ، فَوَضَعَ فِي يَدَيَّ أُسْوَارَيْنِ[1] مِنْ ذَهَبٍ، فَكَبُرَا عَلَيَّ وَأَهَمَّانِي، فَأُوحِيَ إِلَيَّ أَنِ انْفُخْهُمَا، فَنَفَخْتُهُمَا فَذَهَبَا، فَأَوَّلْتُهُمَا الْكَذَّابَيْنِ اللَّذَيْنِ أَنَا بَيْنَهُمَا: صَاحِبَ صَنْعَاءَ، وَصَاحِبَ الْيَمَامَةِ». [خ٣٦٢١، ٤٠٧٩، ٤٣٧٤، ٤٣٧٥، ٧٠٣٤، ٧٠٣٥].

٢٣- (٢٢٧٥) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ أَبِي رَجَاءٍ الْعُطَارِدِيِّ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا صَلَّى الصُّبْحَ أَقْبَلَ عَلَيْهِمْ بِوَجْهِهِ، فَقَالَ: «هَلْ رَأَى أَحَدٌ مِنْكُمُ الْبَارِحَةَ[2] رُؤْيَا؟». [خ٨٤٥، ١١٤٣، ١٣٨٦، ٢٠٨٥، ٢٧١٩، ٣٢٣٦، ٣٣٥٤، ٤٦٧٤، ٦٠٦٩، ٧٠٤٧].

٤٣- كتاب الفضائل

(١) باب فضل نسب النبي ﷺ، وتسليم الحجر عليه قبل النبوة

١- (٢٢٧٦) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ الرَّازِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَهْمٍ، جَمِيعًا عَنِ الْوَلِيدِ، قَالَ ابْنُ مِهْرَانَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا الأَوْزَاعِيُّ عَنْ أَبِي عَمَّارٍ، شَدَّادٍ أَنَّهُ سَمِعَ وَاثِلَةَ بْنَ الأَسْقَعِ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ اللهَ اصْطَفَى كِنَانَةَ مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ. وَاصْطَفَى قُرَيْشًا مِنْ كِنَانَةَ، وَاصْطَفَى مِنْ قُرَيْشٍ بَنِي هَاشِمٍ، وَاصْطَفَانِي مِنْ بَنِي هَاشِمٍ».

٢- (٢٢٧٧) وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ. حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ طَهْمَانَ. حَدَّثَنِي سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنِّي لأَعْرِفُ حَجَرًا[3] بِمَكَّةَ كَانَ يُسَلِّمُ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ أُبْعَثَ، إِنِّي لأَعْرِفُهُ الآنَ».

(٢) باب تفضيل نبينا ﷺ على جميع الخلائق

٣- (٢٢٧٨) حَدَّثَنِي الْحَكَمُ بْنُ مُوسَى، أَبُو صَالِحٍ، حَدَّثَنَا هِقْلٌ (يَعْنِي ابْنَ زِيَادٍ) عَنِ الأَوْزَاعِيِّ. حَدَّثَنِي أَبُو عَمَّارٍ، حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ فَرُّوخَ. حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَأَوَّلُ مَنْ يَنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ، وَأَوَّلُ شَافِعٍ وَأَوَّلُ مُشَفَّعٍ».

(٣) باب في معجزات النبي ﷺ

٤- (٢٢٧٩) وحَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ، سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْعَتَكِيُّ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ (يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ)، حَدَّثَنَا

---

(١) في (خ) «أسوارين».

(٢) هكذا هو في جميع نسخ مسلم: البارحة، وفيه دليلٌ لجواز إطلاق البارحة على الليلة الماضية، وإن كان من قبل الزوال. النووي.

(٣) هو: الحجر الأسود. تنبيه المعلم (٩٤٩).

الامام الحافظ أبو محمد عبد الله بن عبد الرحمن بن الفضل بن بهرام الدارمي
(١٨١ - ٢٥٥هـ)

دار ابن حزم

وَقَالَ الله ـ تعالى ـ لِمُحَمَّدٍ ﷺ: ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا ۝ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ﴾ [الفتح: ١، ٢] قَالُوا فَمَا فَضْلُهُ عَلَى الأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلامُ؟ قَالَ: قَالَ الله عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهِ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ﴾ [إبراهيم: ٤]، وَقَالَ الله عَزَّ وَجَلَّ لِمُحَمَّدٍ ﷺ: ﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ﴾ [سبأ: ٢٨] فَأَرْسَلَهُ إِلَى الْجِنِّ وَالإِنْسِ.

٤٨ ـ أخبرنا عبيدالله بن عبدالمجيد، حدثنا زمعة، عن سلمة، عن عكرمة، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ـ رَضِيَ الله عَنْهُمَا ـ قَالَ: جَلَسَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ يَنْتَظِرُونَهُ فَخَرَجَ حَتَّى إِذَا دَنَا مِنْهُمْ، سَمِعَهُمْ يَتَذَاكَرُونَ، فَسَمِعَ حَدِيثَهُمْ، فَإِذَا بَعْضُهُمْ يَقُولُ: عَجَباً إِنَّ الله اتَّخَذَ مِنْ خَلْقِهِ خَلِيلاً. فَإِبْرَاهِيمُ خَلِيلُهُ.

وَقَالَ آخَرُ: مَاذَا بِأَعْجَبَ مِنْ: ﴿وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَىٰ تَكْلِيمًا﴾ [النساء: ١٦٤]، وَقَالَ آخَرُ: فَعِيسَى كَلِمَةُ الله وَرُوحُهُ. وَقَالَ آخَرُ: وَآدَمُ اصْطَفَاهُ اللهُ. فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ فَسَلَّمَ وَقَالَ: **«قَدْ سَمِعْتُ كَلامَكُمْ وَعَجَبَكُمْ، إِنَّ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلُ اللهِ، وَهُوَ كَذَلِكَ، وَمُوسَى نَجِيُّهُ، وَهُوَ كَذَلِكَ، وَعِيسَى رُوحُهُ وَكَلِمَتُهُ، وَهُوَ كَذَلِكَ. وَآدَمُ اصْطَفَاهُ اللهُ تَعَالَى، وَهُوَ كَذَلِكَ. أَلا وَأَنَا حَبِيبُ اللهِ، وَلا فَخْرَ، وَأَنَا حَامِلُ لِوَاءِ الْحَمْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلا فَخْرَ، وَأَنَا أَوَّلُ شَافِعٍ، وَأَوَّلُ مُشَفَّعٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلا فَخْرَ، وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ يُحَرِّكُ بِحَلَقِ الْجَنَّةِ وَلا فَخْرَ. فَيَفْتَحُ الله فَيُدْخِلُنِيهَا وَمَعِي فُقَرَاءُ الْمُؤْمِنِينَ وَلا فَخْرَ، وَأَنَا أَكْرَمُ الأَوَّلِينَ وَالآخِرِينَ عَلَى اللهِ، وَلا فَخْرَ»**.

٤٩ ـ حدثنا سعيد بن سليمان، عن منصور بن أبي الأسود، عن ليث، عن الربيع بن أنس، عَنْ أَنَسٍ ـ رَضِيَ الله عَنْهُ ـ قَالَ: قَالَ رَسُولُ الله ﷺ: **«أَنَا أَوَّلُهُمْ خُرُوجاً، وَأَنَا قَائِدُهُمْ إِذَا وَفَدُوا. وَأَنَا خَطِيبُهُمْ إِذَا أَنْصَتُوا، وَأَنَا مُسْتَشْفِعُهُمْ إِذَا حُبِسُوا، وَأَنَا مُبَشِّرُهُمْ إِذَا أَيِسُوا. الْكَرَامَةُ وَالْمَفَاتِيحُ يَوْمَئِذٍ بِيَدِي، وَأَنَا أَكْرَمُ وَلَدِ آدَمَ عَلَى رَبِّي، يَطُوفُ عَلَيَّ أَلْفُ خَادِمٍ كَأَنَّهُمْ بَيْضٌ مَكْنُونٌ، أَوْ لُؤْلُؤٌ مَنْثُورٌ»**.

٥٠ ـ أخبرنا عبدالله بن عبدالحكم المصري، حدثنا بكر بن مضر، عن جعفر بن ربيعة، عن صالح هو: ابن عطاء بن خباب مولى بني الدئل، عن عطاء بن أبي رباح، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِالله ـ رَضِيَ الله عَنْهُمَا ـ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: **«أَنَا قَائِدُ الْمُرْسَلِينَ وَلا فَخْرَ، وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَلا فَخْرَ، وَأَنَا أَوَّلُ شَافِعٍ وَأَوَّلُ مُشَفَّعٍ وَلا فَخْرَ»**.

٥١ ـ حدثنا محمد بن عباد، حدثنا سفيان هو: ابن عيينة، عن ابن جدعان، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ـ رَضِيَ الله عَنْهُ ـ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: **«أَنَا أَوَّلُ مَنْ يَأْخُذُ بِحَلْقَةِ بَابِ الْجَنَّةِ فَأُقَعْقِعُهَا»**.

قَالَ أَنَسٌ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى يَدِ رَسُولِ الله ﷺ يُحَرِّكُهَا. وَصَفَ لَنَا سُفْيَانُ كَذَا وَجَمَعَ أَبُو عَبْدِالله أَصَابِعَهُ وَحَرَّكَهَا.

قَالَ: وَقَالَ لَهُ ثَابِتٌ: مَسِسْتَ يَدَ رَسُولِ الله ﷺ بِيَدِكَ؟

قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: فَأَعْطِنِيهَا أُقَبِّلْهَا.

٥٢ ـ أخبرنا أحمد بن عبدالله، حدثنا حسين بن علي، عن زائدة، عن المختار بن فلفل، عَنْ أَنَسٍ ـ رَضِيَ الله عَنْهُ ـ قَالَ: قَالَ رَسُولُ الله ﷺ: **«أَنَا أَوَّلُ شَفِيعٍ فِي الْجَنَّةِ»**.

٥٣ ـ أخبرنا عبدالله بن صالح، حدثني الليث، حدثني يزيد هو: ابن عبدالله بن الهاد، عن عمرو بن أبي عمرو، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: **«إِنِّي لأَوَّلُ النَّاسِ تَنْشَقُّ الأَرْضُ عَنْ**

الجامع الكبير

للإمام الحافظ أبي عيسى محمد بن عيسى الترمذي

المتوفى سنة ٢٧٩ هـ

المجلد السادس

المناقب والفهارس

حققه وخرج أحاديثه وعلق عليه

الدكتور بشار عواد معروف

هذا الْوَجْهِ[١] .

(١) (2) باب

٣٦١٠- حَدَّثَنَا الْحُسينُ بن يَزِيدَ الْكُوفيُّ، قَال: حَدَّثَنَا عَبدالسَّلام ابن حَرْبٍ، عن لَيْثٍ، عن الرَّبيعِ بن أَنَسٍ، عن أَنَس بن مَالِكٍ، قال: قال رَسولُ اللهِ ﷺ: «أنا أَوَّلُ النَّاسِ خُرُوجاً إذا بُعِثُوا، وَأنا خَطِيبُهُمْ إذا وَفَدُوا، وَأنا مُبَشِّرُهُمْ إذا أَيِسُوا، لِوَاءُ الْحَمدِ يَوْمئذٍ بِيدِي، وَأنا أَكْرمُ وَلَدِ آدَمَ على رَبِّي وَلا فَخْرَ[٢]» .

هذا حديثٌ حَسَنٌ غريبٌ[٣] .

٣٦١١- حَدَّثَنَا الْحُسينُ بن يَزِيدَ، قَال: حَدَّثَنَا عَبدالسَّلَامِ بن حَرْبٍ، عن يَزِيدَ أبي خَالِدٍ[٤] ، عن الْمِنْهالِ بن عَمْرٍو، عن عَبداللهِ بن الحارثِ، عن أبي هُريرةَ، قال: قال رَسولُ اللهِ ﷺ: «أنا أَوَّلُ من تَنشقَ عَنهُ الأرْضُ فَأُكْسَى الحُلَّةَ من حُللِ الْجنَّةِ، ثُمَّ أَقُومُ عن يَمِينِ الْعَرْشِ لَيْسَ أحدٌ من الْخَلائقِ يَقومُ ذلكَ المَقامَ غَيْرِي»[٥] .

---

(١) جاء بعد هذا في م: «وفي الباب عن ميسرة الفجر»، ولم نقف عليها في شيء من النسخ التي بين أيدينا، وحديث ميسرة أخرجه أحمد ٥/ ٥٩، وأبو نعيم في الحلية ٩/ ٥٣، وغيرهما، وهو مخرج في صحيحة العلامة الألباني.

(٢) أخرجه الدارمي (٤٩)، والبيهقي في دلائل النبوة ٥/ ٤٨٤، والبغوي (٣٦٢٤). وانظر تحفة الأشراف ١/ ٢١٨ حديث (٨٣١)، والمسند الجامع ٢/ ٣٧٥ حديث (١٣٧٢)، وضعيف الترمذي للعلامة الألباني (٧٤٠).

(٣) إسناده ضعيف، لضعف ليث بن أبي سليم.

(٤) في م: «يزيد بن أبي خالد» خطأ، وهو يزيد بن عبدالرحمن أبو خالد الدالاني الأسدي الكوفي مشهور بكنيته.

(٥) انظر تحفة الأشراف ١٠/ ١٣٣ حديث (١٣٥٥٦)، والمسند الجامع ١٨/ ١٥٨ حديث =

صحيح البخاري
للإمام
أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري
(١٩٤ - ٢٥٦هـ)
طبعة جديدة مضبوطة ومصححة ومفهرسة
دار ابن كثير
دمشق - بيروت

وسعيدِ بنِ المسيَّبِ أنَّ حكيمَ بنَ حِزامٍ رضيَ اللهُ عنه قال: «سألتُ رسولَ اللهِ ﷺ فأعطاني، ثمَّ سألتُهُ فأعطاني، ثم سألته فأعطاني ثمَّ قال: يا حكيمُ، إنَّ هذا المالَ خَضِرةٌ حُلوة، فمن أخذَهُ بسخاوةِ نفسٍ بورِكَ له فيه، ومن أخذَهُ بإشرافِ نفسٍ لم يُبارَكْ له فيه، كالذي يأكلُ ولا يشبَعُ. اليدُ العُليا خيرٌ منَ اليدِ السُّفلى. قال حكيمٌ: فقلتُ: يا رسولَ اللهِ، والذي بَعثكَ بالحقِّ لا أرزَأُ أحداً بعدَكَ شيئاً حتى أُفارقَ الدنيا. فكان أبو بكرٍ رضيَ اللهُ عنهُ يَدعو حكيماً إلى العطاءِ فيأبى أن يَقبلَهُ منه. ثمَّ إن عمرَ رضيَ اللهُ عنهُ دعاهُ ليعطِيَهُ فأبى أنْ يَقبلَ منهُ شيئاً، فقال عمرُ: إني أُشهِدُكم يا معشرَ المسلمينَ على حكيمٍ أني أعرِضُ عليهِ حقَّهُ من هذا الفَيْءِ فيأبى أن يأخُذَه، فلم يَرْزَأْ حكيمٌ أحداً منَ الناسِ بعد رَسولِ اللهِ ﷺ حتى تُوُفِّي».

[الحديث ١٤٧٢ ـ أطرافه في: ٢٧٥٠، ٣١٤٣، ٦٤٤١].

٥١ ـ باب من أعطاهُ اللهُ شيئاً من غيرِ مسألةٍ ولا إشرافِ نفس

﴿وَفِىٓ أَمْوَٰلِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَٱلْمَحْرُومِ﴾ [الذاريات: ١٩]

١٤٧٣ ـ حدّثنا يحيى بنُ بُكير حدَّثَنا الليثُ عن يونُسَ عنِ الزهريِّ عن سالمٍ أنَّ عبدَ اللهِ بنَ عمرَ رضيَ اللهُ عنهما قال: سمعتُ عمرَ يقول: «كان رسولُ اللهِ ﷺ يُعطيني العطاءَ فأقول: أعطهِ من هوَ أفقرُ إليهِ مني، فقال: خُذْهُ، إذا جاءَكَ من هذا المال شيءٌ وأنتَ غيرُ مُشرِفٍ ولا سائلٍ، فخذْهُ، وما لا فلا تُتبِعْهُ نفسَكَ». [الحديث ١٤٧٣ ـ طرفاه في: ٧١٦٣، ٧١٦٤].

٥٢ ـ باب من سألَ الناسَ تكثُّراً

١٤٧٤ ـ حدّثنا يحيى بنُ بُكير حدَّثَنا الليثُ عن عُبيدِ اللهِ بنِ أبي جعفرٍ قال: سمعتُ حمزةَ بنَ عبدِ اللهِ بنِ عمرَ قال: سمعتُ عبدَ اللهِ بنَ عمرَ رضيَ اللهُ عنهُ قال: قال النبيُّ ﷺ: «ما يَزالُ الرجلُ يسألُ الناسَ حتى يأتيَ يومَ القيامةِ ليسَ في وَجهِهِ مُزعةُ لحمٍ».

١٤٧٥ ـ وقال: «إنَّ الشمسَ تدنو يومَ القيامةِ حتّى يَبلُغَ العَرَقُ نِصفَ الأُذُنِ. فبينا هم كذلكَ استَغاثوا بآدمَ، ثمَّ بموسى، ثمَّ بمحمَّدٍ ﷺ». وزاد عبدُ اللهِ: حدَّثني الليثُ حدَّثني ابنُ أبي جعفرٍ: «فيَشفَعُ ليُقْضى بينَ الخلقِ، فيمشِي حتّى يأخُذَ بحَلْقَةِ البابِ، فيَومَئذٍ يَبعثُهُ اللهُ مَقاماً محموداً يَحمدُهُ أهلُ الجَمعِ كلُّهم».

وقال معلّى: حدَّثَنا وُهيبٌ عنِ النعمانِ بنِ راشدٍ عن عبدِ اللهِ بنِ مسلمٍ أخي الزُّهريِّ عن حمزةَ سمعَ ابنَ عمرَ رضيَ اللهُ عنهما عنِ النبيِّ ﷺ في المسألةِ. [الحديث ١٤٧٥ ـ طرفه في: ٤٧١٨].